Prof.(Dr). S. K. Jabeen

Head of Dept ,Urdu

Rohtas Mahila College, Sasaram

Topic: Rasiq ki Shaqsiyat

[B. A., Part-I,]

Scanned with CamScanner

راسخ کی شخصیت اور ان کے فکروفن کا تنقیدی جائزہ۔

راسخ کی شخصیت کچھ عجیب سی ہے۔ راسخ کا نام شیخ غلام علی تھا۔ وہ ایک فقیر منش انسان تھے۔ وہ ایک درویش صفت انسان تھے۔ عجیب تضاد ان کے ضمن میں یہ ہے کہ نہ تو ان کی جائے پیدائش کا صحیح پتہ ہے اور جائے مدفن کا کوئی عظیم آباد بتاتا ہے اور کوئی سائیں کا نام لیتا ہے تو کوئی شاہجہاں آباد۔ اس طرح جائے مدفن کوئی لودی کٹرہ بتاتا ہے، کوئی عام قبرستان پٹنہ سیٹی تو کوئی شاہ ارزانی کے یہاں تو کوئی شاہ باقر کی تکیہ کا حوالہ پیش کرتا ہے۔ بلخی کا کہنا ہے کہ راسخ کسی غیر معروف خاندان میں پیدا ہوئے لیکن دیوان راسخ جو خود ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے، اس میں درج ذیل اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا نہیں ہے بلکہ آبا و اجداد ذی اقتدار تھے۔ صاحب علم و فضل تھے۔ بہت سے علوم کے ماہر تھے۔ خاص علم نجوم میں ماہر تھے۔

بخت کی میرے تور ساتھی کمند ☆ حضرت مغفور وہ شیخ بلند
تھے بزرگوں میں میرے ذی اقتدار ☆ بادشاہوں کے سبب افتخار
مملکت ہند میں تھی ان کی دھوم ☆ افضلِ حق اکملِ علمِ نجوم

اس داخلی شہادت کے بعد ان کے خاندان کو بالکل غیر معروف نہیں کہا جا سکتا۔

وہ میانہ قد گندمی رنگ تھے۔ کبھی صندلی کبھی شجرفی کرتہ پہنتے تھے۔ اکثر کامدار ٹوپی ایک طرف جھکی ہوئی زیب سر رشی تھی۔ پٹنہ میں ان کی سکونت کہاں تھی معاصر تذکرہ نگاروں نے اس کے متعلق کچھ بھی نہیں لکھا ہے۔

سید سلمان ندوی راسخ کے متعلق لکھتے ہیں۔ ''اس علم مرکز کے قدیم سخنوروں میں ایسے بزرگوں کے نام ملتے ہیں جو ولی دکنی، میر سودا، مرزا مظہر اور خواجہ میر درد کے ہم پہلو تھے اور شیخ غلام راسخ وغیرہ ایسے سخنور یہاں گذرے ہیں جن کی محنتوں اور کاوشوں سے اردو زبان نے ترقی پائی۔

راسخ نے میر کے کلام سے غائبانہ فیض حاصل کیا اور میر ہی کا رنگ ان کے مزاج میں رس بس گیا وہی سادگی، وہی فقیرانہ صدا وہی سوز حزن و یاس وہی برجستگی وہی رونا رلانا، وہی مایوسی اور بے دلی جو میر کے کلام کے اجزائے خصوصی ہیں راسخ کے یہاں بھی پائے جاتے ہیں۔

لیکن راسخ کے یہاں خواجہ میر درد کی طرح تصوف کا رنگ غالب ہے۔ راسخ کے یہاں تخیل کا عنصر زیادہ ہے۔ راسخ کی شاعری یا ان کی حیات پر کوئی بصیرت افروز تصنیف نہیں پیش کی۔ ان کے

Scanned with CamScanner

شاعرانہ کمالات اہل نظر سے پنہاں رہے۔ لیکن یہ بھی ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ راسخ نے اردو شاعری کے دامن کو ندرت بیان وسعت تخیل وہمہ گیری نگاہ کے ذریعہ نئے نئے گوشوں اور زاویوں سے روشناس کرایا۔ اردو شاعری کے شاہراہ پر شمع روشن کرنے میں راسخ کی مساعی جمیلہ میر درد اور سودا سے کم نہیں ان کی شاعری اپنے دامن میں فصاحت و بلاغت کے ہزاروں دیپ رکھتی ہے۔

راسخ کو فطرت کی طرف سے شاعرانہ طبیعت عطا کی گئی تھی۔ جب بھی کوئی غیر معمولی کیفت رونما ہوتی اور ان کے جذبات کو ٹھیس لگتی تو ان کی شاعرانہ طبعیت میں ایک موج پیدا ہوتا اور وہ ایک بڑھتے ہوئے دریا کی طرح شعروں کی صورت میں موج خیز نظر آتا ہے ان کی شاعری صرف عشق و محبت تک محدود نہیں ہوتی بلکہ فلسفہ معرفت اور تصوف سے لبریز نظر آتی ہے۔

خاک ہوں پرتوتیا ہوں چشم مہر و ماہ کا
آنکھ والا رتبہ سمجھے مجھ غبار راہ کا

راسخ کے اس اعلان کے باوجود اکثر اہل نظر نے ان کا رتبہ نہیں پہچانا انہیں پوربی شاعری سمجھ کر وہ مقام نہ دیا جس کے وہ مستحق تھے۔ حالی جیسا وسیع النظر ادیب بھی مثنویات کے سلسلہ میں مقدمہ شعر و شاعری میں راسخ کو فراموش کر گیا۔ راسخ ایک شاعر کی حیثیت سے بھی اردو ادب میں جانا پہچانا نہیں گیا اور نہ اسکا مرتبہ متعین ہو سکا۔

راسخ کے دیوان شاعری میں بہت کم اصناف سخن ہیں جن کے نمونے نہ ہوں لیکن اور اصناف کے مقابلہ میں غزل اور مثنوی میں زیادہ کامیاب نظر آتے ہیں۔ راسخ کو کسی واقعہ کو بیان کرنے یا کسی منظر کی تصویر کشی میں کمال حاصل نہیں تھا۔ ان کی مثنوی میں بول چال کا بھی لطف نہیں لیکن عشق کی ماہیئت زمانے کی شکایت، فراق کے مصائب اور ان سے ملتے جلتے مضامین بہت اچھے اور حسین انداز میں ان کے یہاں ملتے ہیں۔

Scanned with CamScanner